خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

CPL 61

روزنامہ

الفضل

PH: 0092 4524 213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 21 جون 2000ء - 17 ربیع الاول 1421 ہجری - 21 احسان 1379 ہش جلد 50-85 نمبر 138

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تیری کونچیں کاٹ دے گا

ایک دفعہ مسیلمہ کذاب ایک کثیر فوج لے کر مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ مجھے اپنے بعد حاکم مقرر کردیں تو میں آپ کا متبع ہو جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ بھی مانگے تو میں نہیں دوں گا۔ اور اگر تو پیٹھ پھیر کر چلا جائے گا تو خدا تیری کونچیں کاٹ دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفة)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جس قدر ایمان کامل ہوتا ہے۔ اسی قدر اسباب سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ حقیقت میں دیکھا گیا ہے کہ دنیا بڑے دھوکے میں پڑی ہوئی ہے۔ جن باتوں کو اپنی ترقی کے ذرائع سمجھی بیٹھی ہے۔ اصل میں وہی ذلت کا موجب ہوتی ہے۔ دنیاوی عزت بڑھانے اور عروج و مالداری حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کے فریب و دجل اور دھوکے استعمال کرتے ہیں اور طرح طرح کی بے ایمانیوں سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ انہیں مکاریوں کو اپنی مرادوں کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے فخر سے اپنی کامیابیوں کا دوستوں میں ذکر کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں لیکن اگر نظر انصاف اور معرفت سے دیکھا جاوے تو ان کے یہ طریق کوئی راحت نہیں بخشتے۔ جب پوچھو تو شاکی اور نالاں ہی نظر آتے ہیں اور کبھی راحت اور طمانیت ان کے حال سے ظاہر نہیں ہوتی۔ طمانیت کی رؤیت بجز فضل خدا کے نہیں ہوتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اس کے وعدوں پر سچا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل اصلاح اور تقویٰ اختیار نہیں کرلیتا تو اس وقت تک وہ حقیقی راحت دستیاب نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) یعنی جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کا متولی ہو جاتا ہے۔ انسان جو متولی رکھتا ہے اس کے بہت بوجھ کم ہو جاتے ہیں۔ بہت ساری ذمہ داریاں گھٹ جاتی ہیں۔ بچپن میں ماں بچے کی متولی ہوتی ہے' تو بچے کو کوئی فکر اپنی ضروریات کا نہیں رہتا۔ وہ خود ہی اس کی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے۔ اس کے کپڑوں اور کھانے پینے کے خود ہی فکر میں لگی رہتی ہے۔ اس کی صحت قائم رکھنے کا دھیان اسی کو رہتا ہے۔ اس کو نہلاتی اور دھلاتی ہے اور کھلاتی اور پلاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت اس کو مار کر کھانا کھلاتی ہے اور پانی پلاتی اور کپڑا پہناتی ہے۔ بچہ اپنی ضرورتوں کو نہیں سمجھتا بلکہ ماں ہی اس کی ضرورتوں کو خوب سمجھتی اور ان کو پورا کرنے کے خیال میں لگی رہتی ہے۔ اسی طرح جب ماں کی تولیت سے نکل آئے تو انسان کو بالطبع ایک متولی کی ضرورت پڑتی ہے۔ طرح طرح سے اپنے متولی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطاں ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کی خبر نہیں لے سکتے' لیکن جو لوگ ان سب سے منقطع ہو کر اس قسم کا تقویٰ اور اصلاح اختیار کرتے ہیں ان کا وہ خود متولی ہو جاتا ہے اور ان کی ضروریات اور حاجات کا خود ہی کفیل ہو جاتا ہے۔ انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ اس کی ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اس طرح نہیں سمجھ سکتا اور اس پر اس طرح فضل کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 41-40)

نماز جنازہ

○ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بروز ہفتہ مورخہ 17- جون 2000ء بیت الفضل لندن میں درج ذیل جنازے پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

○ مکرمہ مسعودہ اقبال بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد انشاء اللہ خاں بھٹی مرحوم 12- جون کو وفات پا گئیں۔ آپ اشتیاق احمد بھٹی صاحب و افتخار احمد بھٹی صاحب کی والدہ اور میجر محمود احمد صاحب انچارج عملہ حفاظت لندن کی خوشدامن تھیں۔ مرحومہ موصیہ اور مخلص فدائی خاتون تھیں۔

نماز جنازہ غائب

○ 1- مکرم عبداللطیف صاحب چک نمبر 18 بھوڑو تحصیل سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ مورخہ 8- جون 2000ء کو مخالفین نے فائرنگ کر کے آپ کو راہ مولا میں قربان کردیا۔ اس فائرنگ میں چار احمدی بھی شدید زخمی ہوئے۔

○ 2- مکرم شیخ ناصر احمد صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ 28- مئی 2000ء کو بعمر 81 سال وفات پا گئے۔ آپ 1946ء کو بطور مربی جرمنی پہنچے لیکن جنگ کی وجہ سے حالات بہتر نہ تھے جس کی وجہ سے سوئٹزرلینڈ میں (دعوت الی اللہ) کا فریضہ ادا کرنے کا ارشاد ہوا۔ 1962ء میں سوئٹزرلینڈ میں بیت الذکر تعمیر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کا سنگ بنیاد حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے رکھا۔

آپ 1946ء سے 1962ء تک پہلے امیر و مشنری انچارج سوئٹزرلینڈ مقرر ہوئے اور اس دور کو خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ 1956ء میں قرآن کریم کا جرمن ترجمہ کروایا۔ اس ترجمہ کو جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں مقبولیت حاصل ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا جرمن ترجمہ بھی آپ کی کاوش کا نتیجہ ہے آپ علمی اور ادبی میدان میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ بڑے بڑے پروفیسر بھی آپ کی قابلیت کے معترف ہیں۔

آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں 1997ء میں دوبارہ آپ کو امیر مقرر کیا گیا۔ آخری دم تک نہایت ذمہ داری کے ساتھ تمام

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ صداقت احمد شاہد۔ مربی سلسلہ ہالینڈ

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا 21واں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کا 21واں جلسہ سالانہ مورخہ 21، 22 اور 23۔اپریل 2000ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار نن سپیٹ میں کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کا امتیازی پہلو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ازراہ شفقت شرکت فرما کر اس کی رونق کو چار چاند لگانا ہے۔ اس جلسہ میں ہالینڈ کے علاوہ جرمنی، بلجیم، فرانس، کینیڈا، امریکہ، سوڈان اور ناروے وغیرہ کے ممالک سے کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شریک ہو کر اس کی برکات سے حصہ پایا۔ شعبہ رجسٹریشن کے ریکارڈ کے مطابق امسال ایک ہزار ایک سو ساٹھ (1160) افراد نے جلسہ میں شرکت کی جو کہ پچھلے جلسہ سالانہ کی حاضری کے دوگنا سے بھی زیادہ ہے۔ نن سپیٹ کے میئر بھی جذبۂ خیر سگالی کے تحت پہلے جلسہ گاہ اور پھر بیت النور تشریف لائے۔

مکرم و محترم امیر صاحب نے مکرم ڈاکٹر محمد امجد صاحب کو جلسہ سالانہ سے قریباً تین ماہ قبل افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اس کے بعد ، پانچ ممبران پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے باہمی مشورہ کے بعد جلسہ سالانہ کے انتظامات کی باحسن انجام دہی کے لئے مختلف شعبہ جات کے ناظمین کا تقرر کر کے مکرم و محترم امیر صاحب ہالینڈ سے منظوری حاصل کی۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے چند دن پہلے ہی بیت النور اور اس کے ماحول کی صفائی اور تزئین کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس میں خدام، اطفال اور لجنہ کی ٹیموں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ بیت النور کے احاطہ کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور استقبالیہ بینرز سے سجایا گیا۔

امسال پہلی دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی غیر معمولی متوقع آمد کے پیش نظر نن سپیٹ میں ہی بیت النور سے قریباً دو کلومیٹر پر ایک سپورٹس ہال کرائے پر لیا گیا۔ اور مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہیں اسی ہال میں بنائی گئیں۔ احباب کے قیام و طعام کا انتظام بیت النور ہی میں کیا گیا۔

ہالینڈ کے طول و عرض اور ہمسایہ ممالک سے لوگ جلسہ سے ایک دن پہلے ہی پہنچنا شروع ہو گئے۔ ان کے قیام و طعام اور استقبالیہ کے لئے متعلقہ شعبہ جات کی ٹیمیں پہلے سے ہی نہایت مستعدی سے خدمت کے لئے موجود تھیں۔

جلسہ گاہ کی تزئین اور آرائش اور اسی طرح اس کی صفائی کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے خدام نے بڑی لگن اور خلوص سے کام کیا۔ خدام کی محنت اور چابک دستی کو دیکھ کر ہال کا مینیجر بھی بے اختیار تعریفی کلمات کے اظہار پر مجبور ہو گیا۔ جلسہ سالانہ خدا کے فضل سے محبت، بھائی چارے، اخلاص اور قربانی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ حضور انور نے بھی جلسہ کے جملہ انتظامات کو سراہا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

21۔اپریل جمعۃ المبارک

ساڑھے دس بجے مکرم و محترم امیر صاحب کے جلسہ کے انتظامات کے معائنہ اور کارکنان کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کے پروگرامز کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کے بعد دوپہر پونے دو بجے پرچم کشائی کا پروگرام تھا جو بیت النور میں ہی ہوئی۔ لوائے احمدیت حضور انور ایدہ اللہ نے اور ہالینڈ کا پرچم مکرم امیر صاحب نے رسیاں کھینچ کر فضا میں بلند کیا۔ بعدہ حضور انور ایدہ اللہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ کے ساتھ آپ نے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ خطبہ جمعہ ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوا۔

اسی دن شام چار بجے ایک اجلاس رکھا گیا تھا جس میں تلاوت اور نظم کے بعد دو تقاریر تھیں۔ پہلی تقریر ڈچ زبان میں مکرم امیر صاحب جماعت ہائے ہالینڈ نے "ایک امن پسند مذہب" کے موضوع پر کی۔ بعد میں اردو بولنے والے احباب کے استفادہ کے لئے اردو زبان میں اس کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ دوسری تقریر مکرم نصیر احمد شاہد مربی سلسلہ بلجیم نے اردو زبان میں "یورپین معاشرہ اور دینی اقدار" کے موضوع پر کی۔ اس تقریر کا رواں ترجمہ ڈچ اور انگریزی میں کیا گیا۔

ایک نشست فرانسیسی بولنے والے احباب کے ساتھ

شام سات بجے فرانسیسی بولنے والے غیر احمدی مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ سوال و جواب کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ اس پروگرام کی کامیابی کے لئے جلسہ سے پہلے مکرم امیر صاحب، مکرم مشنری انچارج صاحب اور نیشنل سیکرٹری دعوت الی اللہ نے ہالینڈ کی جماعتوں کا دورہ کیا اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں زیر دعوت افراد کو اس نشست میں لانے کے لئے احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ 60 مہمانوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ حضور انور نے انگریزی زبان میں حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مکرم نصیر احمد شاہد مربی سلسلہ بلجیم کو فرانسیسی زبان میں ترجمانی کا فریضہ سر انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ مجلس نہایت کامیاب رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 20۔احباب کو بیعت کر کے حضرت مسیح موعود کے غلاموں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

22۔اپریل بروز ہفتہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی جماعتی روایات کے مطابق نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔

10 بجے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ بلجیم کی زیر صدارت ہوا جس میں دو تقاریر رکھی گئیں۔ پہلی تقریر مکرم عبدالحمید فان در فیلدن صاحب کی ڈچ زبان میں تھی۔ احباب نے ان کی تقریر کو بہت پسند کیا۔ اس تقریر کا اردو، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ بعد میں مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب نائب امیر و مشنری انچارج نے اردو زبان میں "حضرت مسیح موعود کا اہل خانہ سے حسن سلوک" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کا رواں ترجمہ بھی ڈچ اور انگریزی زبانوں میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔

چلڈرن کلاس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہالینڈ کے بچوں اور بچیوں کی ایک کلاس کا خصوصی پروگرام بھی رکھا گیا۔ اس میں بچوں اور بچیوں نے تقاریر اور مضامین پڑھنے کے علاوہ اپنی سریلی اور میٹھی آواز میں نظمیں بھی پیش کیں۔

حضور ایدہ اللہ کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب

دوسرے دن کے پروگرام میں حسب سابق حضور انور ایدہ اللہ کا لجنہ سے خطاب بھی تھا۔ یہ خطاب مردانہ جلسہ گاہ میں براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔ اس کا خلاصہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔

ڈچ / انگریزی نشست

ڈچ اور انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ایک نشست بھی خدا کے فضل سے کامیاب رہی۔ اس میں 50 کے قریب مہمان شامل ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات انگریزی زبان میں دیئے اور ڈچ زبان میں اس کا ترجمہ مکرم و محترم امیر صاحب ہالینڈ نے کیا۔ احباب نے دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ حضور انور کے جوابات کو سنا۔ یہ مجلس ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی۔ بیشتر مہمان حضور انور کی غیر معمولی شخصیت اور علم سے بہت متاثر نظر آتے تھے اور بعض نے اس کا برملا اظہار بھی کیا۔

23۔اپریل بروز اتوار

جلسہ کے تیسرے روز کا آغاز بھی خدا کے فضل سے باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس حدیث مکرم مشنری انچارج صاحب ہالینڈ نے دیا۔

تیسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب بلجیم کی زیر صدارت ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب نے "پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستانیں" کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی۔ آپ کی تقریر ماضی اور حال میں مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر کئے گئے مظالم اور اس کے نتیجہ میں خدا کے بے شمار افضال کے نزول کے حقیقی اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد خاکسار (صداقت احمد مربی سلسلہ ہالینڈ) کی تقریر ڈچ زبان میں تھی جس کا موضوع "بائبل میں آنحضرت ﷺ کے بارہ میں پیشگوئیاں" تھا۔ دو پیشگوئیاں عہد نامہ قدیم اور دو ہی عہد نامہ جدید سے پیش کیں۔ بعد میں اپنی تقریر کا خلاصہ اردو زبان میں بھی خاکسار نے ہی پیش کیا۔

اختتامی اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اس کا خلاصہ قبل ازیں شائع ہو چکا ہے۔

مجلس عرفان

نماز مغرب اور عشاء سے قبل حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ مجلس عرفان کا پروگرام تھا۔ بہت سے لوگ مجلس عرفان میں شمولیت کی غرض سے رک گئے۔ مجلس عرفان میں احباب جماعت نے ہمیشہ کی طرح بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ بڑوں کے علاوہ بچوں نے بھی حضور انور سے معصومانہ انداز میں سوالات کئے۔ مجلس عرفان کے رواں ڈچ ترجمہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ مجلس عرفان قریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس کے بعد احباب نے حضور انور کی امامت میں نماز مغرب و عشاء ادا کیں اور یوں جلسہ سالانہ اپنے تیسرے دن کے پروگراموں کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبرکات

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

سوانح اور خدمات

حضرت ملک سیف الرحمان صاحب

مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر الاصبحی نام امیر المومنین فی الحدیث اور امام دار الہجرت لقب تھا۔ آپ 93 ہجری میں پیدا ہوئے اور 179 ہجری میں وفات ہوئی۔ چھیاسی سال عمر پائی۔ آپ حضرت امام ابو حنیفہ سے تیرہ سال چھوٹے تھے۔ لیکن حیات کے لحاظ سے سب ائمہ فقہ سے طویل عمر پائی۔ اتنی لمبی عمر اور کسی امام فقہ کو نہیں ملی۔

یمن کے ذی اصبح قبیلہ سے آپ کے خاندان کا تعلق تھا۔ بعض حالات سے مجبور کر آپ کے دادا مالک یمن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آبسے۔ بہت سے صحابہؓ سے ملے اور ان سے احادیث روایت کیں۔ آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ کے بیٹے نضر بھی خاصے بڑے محدث مانے جاتے تھے لیکن آپ کے دوسرے بیٹے انس یعنی امام مالک کے والد کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ تیر بنانے اور بیچنے کا کاروبار کرتے تھے یہی ذریعہ آمدن تھا اور اس وجہ سے گزارہ معمولی تھا۔ لاڈ یا رواج کی وجہ سے بچپن میں مالک کے کانوں میں چھوٹی چھوٹی مرکیاں ہوتی تھیں جو بھلی لگتیں۔ بچپن میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اس کے بعد ماں کی تحریک اور شوق دلانے پر مدینہ کے ممتاز عالم ربیعہ بن عبدالرحمان الملقب بہ ربیعہ الرائے کے ہاں پڑھنے کے لئے جانے لگے۔

امام مالک کے دوسرے استاد عبدالرحمان بن ہرمز تھے۔ آپ قریباً تیرہ سال ان کے حلقہ درس میں رہے۔ ابن ہرمز حدیث کے علاوہ فقہ، عقائد اور اس زمانہ کے مختلف فرقوں کے نظریات اور ان کی تاریخ سے بھی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ لائق شاگرد نے ان سے بہت کچھ سیکھا، علم بھی اور ادب بھی۔ ابن ہرمز کا فرمان تھا کہ جب ایک بات کا جواب نہیں آتا تو تکلف سے کام مت لو اور صاف کہہ دو کہ میں نہیں جانتا اسی میں عزت ہے۔ امام مالک نے ہمیشہ اس نصیحت کو مدنظر رکھا۔ جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا اور اس کا جواب آپ کو معلوم نہ ہوتا تو صاف کہہ دیتے "لا ادری" میں نہیں جانتا۔ ایک شخص نے ایک دفعہ افریقہ سے آکر آپ سے کہا آپ اتنے بڑے عالم ہیں اور میں اتنی دور سے سوال پوچھنے آیا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ "لا ادری" مجھے اس کا جواب نہیں آتا۔ تو آپ نے فرمایا ہاں ساری دنیا میں اعلان کردو کہ مالک کو اس کا جواب نہیں آتا۔

مذکورہ بالا استادوں کے علاوہ آپ نے نافع مولیٰ ابن عمرؓ، محمد بن شہاب زہریؒ، اور امام جعفر صادقؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ امام جعفر صادق علم اہل بیت کے امین تھے۔ ابن شہاب زہری، حضرت سعید بن المسیب کے شاگرد اور حضرت زید بن ثابتؓ کی روایات کے وارث تھے اور نافع ابن عمرؓ اور علم مدینہ کے حامل تھے۔ یحییٰ بن سعید الانصاری سے بھی آپ نے حدیث اور فقہ پڑھی تھی لیکن اپنے اساتذہ میں سے سب سے زیادہ متاثر آپ ابن ہرمز اور ابن شہاب زہری سے تھے۔

اخذ حدیث میں حضرت امام مالک بڑے محتاط تھے۔ ایک بار آپ نے فرمایا میں نے ستر سے زیادہ علماء کو دیکھا ہے جو مسجد نبویؐ کے ان ستونوں کے درمیان بیٹھے قال رسول اللہ ﷺ کا درس دے رہے ہوتے تھے وہ سب نیک بڑے دیانت دار اور مالی معاملات میں بڑے امین تھے لیکن میں نے ان سے حدیث کا ایک لفظ بھی نہیں سیکھا کیونکہ میرے نزدیک وہ محدث ہونے کے اہل نہ تھے۔

امام مالکؒ نے حصول علم کے لئے خوب محنت کی۔ سخت سے سخت موسم میں بھی آپ اپنے استاد کے ہاں جاتے اور جہاں تک ممکن ہوتا سبق میں ناغہ نہ ہونے دیتے۔ خاص طور پر علم حدیث کا حصول آپ کا نصب العین زندگی تھا۔ آپ نے بوساطت بحرالعلوم ابن شہاب زہری، ابن ہرمز، ربیعہ الرائے، یحییٰ بن سعید الانصاری، آنحضرت ﷺ کی احادیث جمع کیں۔ اسی طرح صحابہ مدینہ خاص طور پر حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے فتاویٰ اکٹھے کئے۔ کبار تابعین خصوصاً فقہائے سبعہ مدینہ کی فقہی آراء پر عبور حاصل کیا لیکن انتخاب اور بیان کے وقت آپ نے جن احادیث اور فتاویٰ وغیرہ کو اس قابل سمجھا کہ وہ آپ کی کتاب موطا میں شامل ہوں ان کی کل تعداد 1720 تھی۔ ان میں ابن شہاب زہری کی کل مرویات ایک سو ہیں۔ آپ بیان حدیث میں بھی بڑے محتاط تھے۔ نہ ہر کہ دمہ کی حدیث روایت کرتے اور نہ ہر روایت کو قابل حجت سمجھتے۔ ابن ہرمز عمل اہل مدینہ کو اخبار احاد پر ترجیح دیتے تھے امام مالک بھی اپنے استاد کی اس رائے سے متفق تھے اور عمل اہل مدینہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ امام مالک کے تمام اساتذہ مدینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مدینہ ہی آپ کا مدرسہ علم تھا کسی اور جگہ آپ حصول علم کے لئے نہیں گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی آپ کو بڑی عقیدت تھی۔ ان کی آراء کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے کارناموں کو سراہتے تھے۔

امام مالک کے شاگرد

امام مالک حصول علم کے بعد اپنے اساتذہ کی اجازت اور ان کے مشورہ کے بعد مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ مسجد نبویؐ میں اپنا حلقہ درس قائم کیا۔ آہستہ آہستہ اس مدرسہ نے شہرت حاصل کی اور آپ کے درس حدیث کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ عظمت نے قدم چومے اور امت کی طرف سے آپ کو امام دار الہجرت، استاذ مدینۃ الرسول اور امیرالمومنین فی الحدیث کے خطاب ملے۔ شاگردوں کے لحاظ سے بھی آپ بڑے خوش نصیب تھے۔ اندلس افریقہ اور ترکستان تک سے آپ کے پاس علم سیکھنے لوگ آئے اور دولت علم سے مالامال ہو کر واپس گئے۔ دو ائمہ مذاہب یعنی امام شافعی اور امام محمد بن حسن الشیبانی آپ کے براہ راست شاگرد ہیں۔ امام شافعی آپ کے حلقہ درس میں دس سال کے قریب رہے اور امام محمد حضرت امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد عراق سے مدینہ آئے اور تین سال کے قریب آپ کے پاس رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے علاوہ چھ خلفاء عباسیہ بھی آپ کے حلقہ درس سے مستفید ہوئے اور مؤطا کا سماع حاصل کیا۔ ابو جعفر منصور، ہادی، مہدی، ہارون الرشید، الامین اور مامون الرشید سبھی نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ مصر اور اندلس کے جن شاگردوں کے ذریعہ آپ کا فقہی مسلک ان ملکوں میں مقبول ہوا وہ اپنے زمانہ کے مانے ہوئے بااثر فقیہہ تھے۔ عبدالرحمان بن قاسم، عبداللہ بن وہب، اشہب بن عبدالعزیز، عبداللہ بن غانم الافریقی اور یحییٰ بن یحییٰ الاندلسی آپ کی خدمت میں پڑھنے کے لئے آئے اور امام مصر اور امام اندلس بن کر واپس گئے۔

عبدالرحمان بن عبدالقاسم قریباً بیس سال تک امام مالک کی خدمت میں رہے۔ مالکیوں میں ان کی وہی حیثیت ہے جو حنفیوں میں امام محمد بن حسن الشیبانی کی تھی۔ امام ابن حزم الاندلسی کہا کرتے تھے کہ مالکی فقہ کے مدون ابن القاسم ہیں۔ مالکی فقہ کی مشہور کتاب "المدونہ" انہی کا ذہنی شاہکار ہے۔

اسد بن فرات اور عبدالسلام بن سعید الملقب بہ سحنون دونوں نے اپنے استاد ابن القاسم سے متعدد فقہی سوالات کئے۔ ان میں سے بعض سوالات امام محمد بن حسن الشیبانی کی آراء سے مستنبط تھے۔ ابن القاسم نے ان سوالات کے جو جوابات دیئے وہ حضرت امام مالک کی آراء کی روشنی میں تیار کئے گئے تھے۔ یہی سوال و جواب بعد میں "مدونہ سحنون" کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ کتاب قریباً 26 ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔ ابن القاسم 191 ہجری میں فوت ہوئے۔

امام مالک کے دوسرے بڑے مشہور مصری شاگرد عبداللہ بن وہب ہیں۔ ان کو مالکی دیوان العلم کہتے تھے۔ امام مالک کہا کرتے تھے کہ "ابن الوہب عالم و ابن القاسم فقیہہ۔" ان کی بڑی عمدہ کتاب "جامع ابن وہب" حال ہی میں مخطوطہ کی صورت میں دریافت ہوئی ہے۔ ابن وہب 197 ہجری میں فوت ہوئے۔ امام مالک کے تیسرے مشہور شاگرد اشہب بن عبدالعزیز ہیں۔ امام شافعی کہا کرتے تھے کہ میں نے اشہب سے زیادہ فقیہہ کوئی نہیں دیکھا لیکن ان کی طبیعت بڑی زود رنج تھی۔ امام ابن القیم بھی ان کو مالکیوں کا سب سے بڑا فقیہہ سمجھتے تھے۔ اشہب 204 ہجری میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن الحکم بھی امام مالک کے بڑے مخلص شاگرد اور بہت بڑے پایہ کے فقیہہ تھے۔ ان کی کتاب "المختصر الکبیر" اٹھارہ ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔ انہوں نے امام مالک کی روایات پر مشتمل حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سیرت بھی مرتب کی تھی۔ یہ مصر کے ایک حصہ کے والی بھی رہے۔ حضرت امام شافعی جب مصر آئے تو انہوں نے ان کی بڑی مدد کی اور ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔

اندلس میں عیسیٰ بن دینار اور یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کے ذریعہ مالکی مذہب کو فروغ ملا۔ یہ دونوں امام مالک کے بڑے مخلص اور قابل شاگرد تھے۔ یحییٰ بربری الاصل تھے۔ وہ اٹھائیس سال کی عمر میں مدینہ منور آئے۔ امام مالک سے مؤطا کا اکثر حصہ پڑھا۔ امام صاحب کی وفات کے بعد مکہ گئے اور سفیان بن عینیہ سے احادیث کا درس لیا۔ پھر مصر آکر ابن القاسم کے شاگرد رہے۔ تحصیل علم کے بعد واپس اندلس آئے۔ وہاں کے علمی حلقوں میں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ اموی امیر الحکم بن ہشام آپ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ آپ سے مشورہ لے کر اندلس میں قاضی مقرر کرتا۔ باوجود اصرار کے خود انہوں نے حکومت میں کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔ امیر پر ان کے اس اخلاص کا بھی اثر تھا۔ بہرحال ان کی وجہ سے اندلس میں مالکی فقہ کو بہت فروغ ملا۔ مؤطا امام مالک کی مشہور روایت انہی کی طرف منسوب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے اور مستند ترین روایت شمار کی جاتی ہے۔

امام مالک کا فقہی مسلک

امام مالک اصلاً محدث تھے۔ کتاب و سنت کے بعد فتاویٰ صحابہؓ اور عمل اہل مدینہ کی پابندی آپ کا مسلک تھا۔ بدعات سے بھاگتے اور صرف ضرورت کے وقت اجتہاد سے کام لیتے اور مسئلہ پیش آمدہ کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔

امام مالک کی رائے اور اجتہاد کا مآخذ زیادہ تر "مصالحہ مرسلہ" تھیں اور حسب ضرورت جبکہ نص کی علت اور وجہ واضح ہوتی آپ قیاس سے بھی کام لیتے۔

امام مالک کو سند کے لحاظ سے یہ شرف بھی حاصل تھا کہ مضبوط ترین اور مختصر ترین سند کے آپ حامل تھے اس سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے جیسے مالک عن نافع عن ابن عمرؓ عن رسول اللہ ﷺ۔ اس قسم کی اعلیٰ سند کا شرف کسی اور امام فقہ کو حاصل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ حضرت امام ابو حنیفہ جو عمر میں آپ سے بڑے تھے ان کی سند بھی کم از کم چار واسطوں سے آنحضرت ﷺ تک پہنچتی ہے۔

جہاں تک تصنیف کا تعلق ہے امام مالک کی اصل تصنیف مؤطا ہے جس میں 1720 روایات درج ہیں۔ کل راوی پچانوے (95) ہیں سوائے چھ کے باقی سب راوی مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ان چھ میں سے دو راوی بصرہ کے ایک راوی مکہ کا ایک الجزیرہ کا ایک شام اور ایک خراسان کا ہے۔

مؤطا حدیث اور فقہ کی ملی جلی کتاب ہے۔ پانچ سو (500) کے قریب مسند مرفوع احادیث ہیں۔ تین سو کے قریب مرسل ہیں باقی حصہ بلاغات' صحابہؓ اور تابعین کے فتاویٰ اور عمل اہل مدینہ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس کے تیس کے قریب نسخے ہیں جن میں تھوڑا بہت اختلاف ہے لیکن دو نسخے سب سے زیادہ متداول ہیں۔ ایک نسخہ یحیٰ بن یحیٰ اللیثی الاندلسی کا تیار کردہ ہے جو مؤطا امام کے نام سے مشہور ہے اور دوسرا امام محمد بن حسن الشیبانی کا مرتب کردہ ہے اور انہی کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی مؤطا امام محمد جس میں امام محمد نے حسب موقع و محل حنفی مسلک کا بھی جگہ جگہ ذکر کیا ہے۔

حضرت امام مالک کے فقہی مسلک کو بڑی تفصیل کے ساتھ آپ کے متعدد شاگردوں نے مدون کیا ہے جن میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں۔ المدونہ لسحنون' کتاب المجالسات ابن وہب' المختصر الکبیر ابن عبدالحکم۔

امام مالک علم کی تحدید کے قائل تھے۔ آپ کی رائے تھی کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔

علم کی ایک قسم وہ ہے جسے ہر خاص و عام کو سیکھنا چاہئے اور وہ حدیث' صحابہؓ اور تابعین کے فتاویٰ کا علم ہے۔ یہ علم اس لئے سیکھنا چاہئے تاکہ ہر ایک اپنی زندگی اس علم کے مطابق ڈھال سکے اور دین و دنیا کی برکت کا وارث بنے۔

علم کی دوسری قسم کا تعلق عقائد' مختلف فرقوں کے نظریات اور جدل و مناظرہ سے ہے۔ یہ علم صرف ذہین لیکن نیک فطرت علماء کے جاننے کا ہے۔ عوام ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے اور گمراہی کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اس لئے عوام کو اس سے بچانا چاہئے.....

علم کی تیسری قسم وہ ہے جو "فقہ الرائے" کے نام سے مشہور ہے یعنی اجتہاد اور اس کے مختلف ذرائع سے کام لینے کا سلیقہ اور ملکہ۔ اس میں توغل اور انہماک بھی انسان کو حد اعتدال سے نکالنے کا باعث بنتا ہے۔ صرف ضرورت کے وقت اس علم سے کام لینا چاہئے اور کسی معاملہ میں اسی وقت رائے کا اظہار کرنا چاہئے جبکہ واقعتہً اس کا سامنا ہو اور کوئی نص نہ ملتی ہو۔ قبل از وقت فرضی مسائل اور ان کے جواب تیار کرنا اور "فقہ تقدیری" کے انبار لگانا درست طریق نہیں اور نہ ایسے علم کا کوئی دینی فائدہ ہے۔

امام صاحب کا طریق علمی یہی تھا کہ جب کوئی واقعہ آپ کے سامنے آتا اور آپ کو نص نہ ملتی تو بالعموم "مصالح امت" کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑے غور و فکر کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے اور وہ رائے ہر لحاظ سے معقول اور دل کے لئے قابل اطمینان ہوتی۔ حنفیوں کی طرز فکر کے آپ قائل نہ تھے نہ فرضی مسائل سوچتے اور نہ زیادہ قیاس سے کام لیتے۔

امام مالک کی معیشت

امام مالک کا گھرانہ مالی لحاظ سے کوئی خوش حال گھرانہ نہ تھا۔ معمولی گزارا تھا۔ آپ نے بڑی تنگی کے حالات میں تعلیم حاصل کی۔ جب مسند تدریس پر بیٹھے تب بھی حالات قریباً جوں کے توں تھے۔ آپ کے پاس چار سو کے قریب دینار تھے جن کو تجارت میں لگا رکھا تھا اسی سے جو کچھ آتا گھر کا گزارا چلتا۔ ایک آزاد شدہ لونڈی سے شادی کی تھی اور اسی کے ساتھ خوش خوش زندگی گزار دی۔

پھر جب آپ کی مقبولیت بڑھی اور دنیا کی عقیدت نے آپ کے قدم چومے حکام اور خلفاء آپ کی مجلس میں آنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بتدریج آپ کے مالی حالات کو بھی سدھار دیا۔

آپ عام حکام سے کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ کرتے تھے لیکن خلفاء کی طرف سے جو تحائف آپ کی خدمت میں پیش ہوتے وہ آپ بخوشی قبول کر لیتے تھے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ خلفاء کی طرف سے جو نذرانہ آئے اور اس کے ساتھ کوئی غلط خواہش وابستہ نہ ہو تو اسے قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حقیقت کے لحاظ سے بیت المال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جنہوں نے علم کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے۔ خلفاء عباسیہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں جو رقمیں پیش کی جاتیں ان کا اکثر حصہ آپ اپنے مدرسہ کے طلبہ پر خرچ کرتے تھے۔ امام شافعی کے زمانہ طالب علمی کے اکثر اخراجات امام صاحب نے اپنے ذمہ لے رکھے تھے اور دوسرے طلبہ کی مدد کا بھی یہی حال تھا۔

خلفاء کی طرف سے نذرانے قبول کرنے کے مسلک میں امام شافعی کا نظریہ بھی یہی تھا گو ذوی القربیٰ میں ہونے کی وجہ سے آپ بیت المال کے اس شعبہ سے مدد لینا زیادہ پسند کرتے تھے۔

اس کے بالمقابل امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کا نظریہ یہ تھا کہ ان خلفاء اور احکام کی طرف سے پیش کیا گیا کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ کیا جائے کیونکہ ان کے ساتھ بعض اوقات نامناسب اغراض وابستہ ہوتی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کو تو اس قسم کے نذرانوں کی ضرورت بھی نہ تھی۔ آپ کی بڑی وسیع تجارت تھی جس سے آپ کو ہزاروں کی آمدن تھی لیکن امام احمد کا گزارا بڑا معمولی تھا۔ کچھ جائیداد کا کرایہ آتا تھا اسی سے گزارا چلاتے تھے اور ضرورت پڑنے پر مزدوری بھی کر لیتے تھے۔ فصل کٹنے کے زمانہ میں باہر کھیتوں میں جا کر گرے پڑے سٹے اور بالیں بھی چن کر لاتے تھے کیونکہ یہ ہمیشہ سے مباح اور غرباء کا حق سمجھی گئی ہیں۔ اس سب کچھ کے باوجود آپ اس بات کے کبھی روادار نہ ہوئے کہ خلفاء کی طرف سے آئے ہوئے نذرانے اور تحائف قبول کریں۔

امام مالک اور حکومت

امام مالک نے بنوامیہ اور بنو عباس دونوں کا زمانہ عروج دیکھا۔ دونوں استبدادی حکومتیں تھیں۔ آپ چونکہ ایک لمبا عرصہ بنوامیہ کی حکومت میں رہے تھے اور حضرت عثمانؓ سے بھی جو زیادتی ہوئی اور آپ کے خلاف جو بغاوت منظم کی گئی وہ سراسر زیادتی تھی اور آپ اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔ اس لئے ان وجوہات کی بنا پر آپ کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ آپ اموی الہوئی ہیں۔ دراصل آپ بنیادی طور پر بغاوت کے خلاف تھے۔ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ بغاوت کے نتیجہ میں جو خونریزی ہوتی ہے اس کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر اگر بغاوت کامیاب بھی ہو جائے تو جس کو اقتدار ملتا ہے وہ پہلے جیسا یا پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ کسی خیر اور بہتری اور بھلائی کی امید نہیں ہوتی۔ بنو عباس کی باغیانہ تحریک کے بارہ میں بھی آپ کے اسی قسم کے خیالات تھے اور اسی وجہ سے شروع شروع میں عباسی آپ سے بدگمان بھی تھے۔ بہرحال بنوامیہ کے دور کا کوئی خاص واقعہ جس کا تعلق آپ سے ہو تاریخ نے ریکارڈ نہیں کیا اور نہ یہ معلوم ہے کہ عام خلفاء بنوامیہ سے آپ کے تعلقات کیسے تھے اور ان کی عقیدت کا کیا حال تھا۔ یہ زمانہ بھی آپ کے عروج کے آغاز کا تھا اس لئے بھی ایسا ہونا مشکل تھا کہ حکومت کے لئے آپ کسی درجہ میں مرکز توجہ ہوتے۔

بنو عباس کی حکومت کا جب آغاز ہوا تو جیسا کہ اشارہ گزر چکا ہے آپ کو بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک تو ان جبری قسموں کا معاملہ تھا جو نئی حکومت کی طرف سے پبلک سے لی جا رہی تھیں۔ اس کی شرعی حیثیت آپ کے نزدیک کچھ بھی نہیں تھی اور آپ سوال ہونے پر اس کا برملا اظہار بھی کرتے تھے دوسرے ائمہ دین طبعاً بے نیاز تھے اور وہ استبدادی حکومت سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے تھے۔

اس کے بالمقابل نئی حکومت کی یہ پالیسی اور خواہش تھی کہ وہ پبلک میں مقبول ارباب حل و عقد اور اثر و رسوخ کا قریبی تعاون حاصل کرے اور ان سے حکومت کے استحکام میں مدد لے۔ ایسے حالات میں جو حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے اور قریبی تعاون دینے کے لئے تیار نہ تھے لازم تھا کہ حکومت کی سختی کا نشانہ بنتے چنانچہ عراق میں امام ابو حنیفہ اور مدینہ میں امام مالک کو اسی صورت حال کا سامنا تھا اور دونوں اپنے اپنے حالات اور رجحانات کے تحت اس سے نبٹ رہے تھے۔ جیسا کہ ذکر آ چکا ہے خلفائے عباسیہ خصوصاً دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ لوگ حکومت کے خلاف اٹھنے کی جرأت نہ کریں۔ ادھر بنوامیہ کے ہوا خواہ اور مفاد یافتہ دل سے عباسی حکومت کے مؤید نہ تھے اور بغاوت کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ دوسرے علوی بھی خوش نہ تھے کیونکہ تحریک انہی کے نام پر چلی تھی اور انہیں پوری پوری توقع تھی کہ بنوامیہ کے بعد خلافت ان کو ملے گی اس لئے جب ایسا نہ ہوا تو شیعان اہل بیت عباسیوں کے سخت خلاف ہو گئے اور عباسیوں کو بے وفا اور غاصب سمجھنے لگے۔ ایسے حالات میں رعایا کو قابو میں رکھنے کے لئے عباسیوں نے جو تدابیر اختیار کیں ان میں ایک تدبیر قسمیں لینے کی بھی تھی۔ لوگوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ بیعت کرتے وقت قسم اٹھائیں کہ اگر انہوں نے عقد بیعت توڑا تو اس کی ساری بیویوں کو طلاق ہو جائے گی اور آئندہ ساٹھ سال تک جو نکاح بھی کریں گے وہ بھی طلاق کی زد میں آئے گا۔ نیز ان کے سارے غلام آزاد اور ساری دولت صدقہ ہو گی۔ غرض عباسی اس قسم کی عجیب و غریب قسمیں جبراً لیا کرتے تھے۔ امام مالک سے کسی نے اس قسم کی شرعی حیثیت کے بارہ میں مشورہ پوچھا تو آپ نے کہا کہ شرعاً تو ایسی قسم لغو ہوتی ہے۔ مدینہ کا عباسی والی خاصہ ناسمجھ تھا۔ اس نے حکمت عملی سے کام لینے کی بجائے سختی کا طریق اختیار کیا اور امام مالک کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ جب منصور کو اس کی اس بے وقوفی کا پتہ چلا تو اسے سخت افسوس ہوا اور وہ اس احمقانہ حرکت کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش میں رہا۔ کیونکہ اوپر کی سطح پر تو خلفاء کا منشا یہ تھا کہ علماء کا تعاون حاصل کیا جائے

باقی صفحہ 6 پر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالحلیم طیب صاحب

میری پیاری ماں جی

محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ

29- فروری 2000ء کی شام پونے چھ بجے ہماری پیاری والدہ صاحبہ رشید ہسپتال میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میرے دادا جان حضرت امیر بخش (رفیق حضرت اقدس) جن کے بابرکت وجود سے خدا تعالیٰ نے ہمارے خاندان میں احمدیت کی بناء رکھی۔ قادیان سے ڈیڑھ کلو میٹر دور کھارا گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ جو حضرت اقدس پر ایمان لانے کی برکت سے ایک نہایت متقی انسان تھے۔ اور اپنے گاؤں کھارا (متصل قادیان) میں غالباً حضرت اقدس پر ایمان لانے والے اولین رفقاء میں سے تھے۔

میرے والد محترم حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب مرحوم (آف کھارا) بھی حضرت اقدس کے رفیق تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں پینتیس سال سے زائد عرصہ پرائمری طلباء کے انگریزی کے استاد تھے۔

خاندان حضرت اقدس سے بے حد پیار کرنے والے احمدیت کے فدائی اور شیدائی تھے۔ حضرت اقدس اور خلافت کے عاشق صادق تھے۔ اپنے مولیٰ کی بے شمار عطا کردہ خوبیوں کی وجہ سے حضرت اقدس کے خاندان اور احباب جماعت میں بہت نیک نام پایا۔ قابل فخر طلباء کا ایک وسیع حلقہ ان کی نیک یادیں ہیں۔ جو ایسے اساتذہ سے علم حاصل کر کے دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ہم سب بھی اپنے والد صاحب کے نیک نام سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ میری والدہ محترمہ بشیراں بیگم جو "کاکی" اور "روڑی" کے ناموں سے پکاری جاتی تھیں۔ بمقام گنگیاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئیں۔ والدہ صاحبہ کی پیدائش پر میری نانی جان وفات پاگئیں، پھر کم عمری میں ہی میرے نانا جان بھی خدا تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یتیمی کی حالت میں چچا نے بڑی محبت اور پیار سے پرورش کی۔

میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کا تعلق ڈوگر قوم سے ہے۔ میرے ننھیال "نوگزے" ڈوگر خاندان سے ہیں۔ یعنی لمبے قد کی وجہ سے نوگزے کہلاتے ہیں۔

میرے والد صاحب محترم کی تیسری شادی میری والدہ صاحبہ سے ہوئی۔ ہماری پہلی والدہ شادی کے کچھ عرصہ بعد وفات پاگئیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری والدہ صاحبہ سے ہمارے سب سے بڑے بھائی محمد طفیل صاحب (مرحوم) جب پیدا ہوئے تو ہماری دوسری والدہ صاحبہ بھی وفات پاگئیں، بعد ازاں تیسری شادی ہماری والدہ محترمہ سے ہوئی۔

والد صاحب کے گھر میں ہماری والدہ صاحبہ کے آنے سے خدا تعالیٰ نے بے شمار برکتوں کے دروازے کھول دیئے۔ ہماری والدہ صاحبہ کے بطن سے ہم نو بھائی اور دو بہنیں پیدا ہوئیں دونوں بہنیں کم عمری میں ہی وفات پاگئیں۔ اور اسی طرح میرا ایک بھائی بھی کم عمری میں ہی خدا تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ جس کا غم میری والدہ صاحبہ نے بہت کیا۔ میری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے خواب میں کہا کہ 'اگر میں تیری دوسری اولاد کو بھی واپس بلا لوں تو پھر تو کیا کرے گی۔'" "اسی خواب کی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے وضو کرنے کے لئے لوٹا دیا اور کہا۔ "نماز پڑھ"۔

والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ میں لرز گئی اور خدا تعالیٰ سے توبہ استغفار کی۔ اور خدا کی رضا پر راضی ہو گئی۔" اسی طرح ساری زندگی خدا تعالیٰ کے حضور پنجگانہ نماز کے قیام میں گذری۔ اور تقویٰ شعاری کے ساتھ ساری زندگی گذاری۔ خدا تعالیٰ سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ اور قبولیت دعا پر یقین کامل تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے عجیب نظارے ہیں۔ خدا تعالیٰ سچی خوابوں سے بعض واقعات سے آگاہ کر دیتا۔ جب میری بہن کی وفات ہوئی۔ تو والدہ محترمہ' حضرت اماں جان کی خدمت میں قادیان میں حاضر ہوئیں۔ اور اپنی بیٹی کی وفات کا ذکر کیا۔ حضرت اماں جان نے فرمایا۔ "اللہ کی رضا پر راضی رہیں۔"

حضرت اماں جان سے محبت کا تعلق

حضرت اماں جان سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ کھارا گاؤں قادیان سے قریب ہے۔ حضرت اماں جان کو ملنے جاتے تو وہ فرماتیں کہ گاؤں کے گیت سناؤ۔ والدہ صاحبہ عرض کرتیں مجھے تو زیادہ نہیں آتے میری بہن کو آتے ہیں۔ پھر والدہ صاحبہ اپنی بہن کو ساتھ لے کر جاتیں اور اس طرح حضرت اماں جان کو دیہاتی گیت جو گاؤں کی عورتیں مل بیٹھ کر گاتی ہیں' سناتیں۔ یہ حضرت اماں جان سے ایک پیار کا تعلق تھا۔

میرے والد محترم حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب زمیندارہ بھی کرتے تھے اور اسکول ٹیچر بھی تھے۔ والدہ صاحبہ نے ہمیشہ والد صاحب کی تمام ضروریات کا خیال رکھا۔ والد صاحب ایک وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ گھر پر رہتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے ہمیشہ اپنی والدہ صاحبہ کو مہمان نوازی کے حسین خلق پر پایا۔

خلافت سے محبت

خلیفہ وقت کے ساتھ تو عجیب پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ قادیان سے ہجرت کے بعد ہم ضلع سیالکوٹ کے گاؤں پیرو چک آباد ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اس وقت صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ میرے بڑے بھائی چوہدری عبدالعزیز صاحب (واقف زندگی) کے ہمراہ ہمارے گھر میں تشریف لائے۔ قریب کے دیہات کی جماعتوں سے بھی احباب تشریف لائے اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کی یہ خواب اس رنگ میں پوری کر دی کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے پیار و محبت کا ہمیشہ تعلق رہا۔ حضور کی خدمت اقدس میں مجھ سے خط لکھواتیں اور خط پر انگوٹھا بھی لگاتیں' تاکہ حضور کو پتہ لگ جائے کہ میری والدہ صاحبہ کی طرف سے خط ہے۔ حضور کو بھی والدہ محترمہ صاحبہ سے بہت پیار اور محبت تھی۔ 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں والدہ صاحبہ نے شمولیت کی۔ حضور کی خدمت میں جب میری والدہ صاحبہ کی آمد کا ذکر کیا گیا تو حضور نے والدہ صاحبہ کی جلسہ سالانہ میں شمولیت کا لجنہ کی ملاقات کے پروگرام میں ذکر کیا کہ عبدالعزیز صاحب کی والدہ صاحبہ بھی جلسہ میں آئی ہوئی ہیں۔ اور پھر میرے بھائی عبدالعزیز صاحب کا ہجرت قادیان کے وقت والدہ صاحبہ کو اپنے کندھوں پر پاکستان لانے کا ذکر کیا (والدہ صاحبہ ان دنوں بیمار تھیں)۔

اختتام جلسہ پر والدہ صاحبہ نے پھر ملاقات کا اظہار کیا۔ حضرت پیارے آقا نے فرمایا

چونکہ ان کے لئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آنا مشکل ہے۔ لہٰذا میں خود نیچے آکر ملاقات کروں گا' حضرت سیدی کی یہ شان کریمانہ کہ خود تشریف لائے۔ والدہ صاحبہ سے ملے والدہ صاحبہ نے بھی حضور کو پیار دیا۔ اور حضور نے از راہ شفقت و نوازش والدہ صاحبہ کے ہمراہ اور ہم بھائیوں سمیت قادیان میں ملاقات کی تصاویر بھی بنوائیں۔ یہ حضور کا ہم سب پر ایک احسان عظیم ہے اور ہماری ماں جی سے محبت و پیار کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

عزیز و اقارب سے محبت

والدہ صاحبہ کو ڈولی سے نکلتے ہی ہمارے بڑے بھائی محمد طفیل مرحوم جو ابھی پنگوڑے میں تھے' پالنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ ان کو ہمارے دادا جان کی بڑھاپے میں بہت زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ اور ان سے بہت دعائیں لیں۔ والدہ محترمہ نے ہمارے چچا جان (مرحوم) کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ اور ہمیشہ ہم سب کو اپنے چچا جان (مرحوم) سے بہت محبت اور پیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہمارے چچا جان کی اولاد میں صرف بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹا پیدا ہوا مگر صغر سنی میں ہی وفات پا گیا۔

ہم سب اپنی والدہ صاحبہ سے بیٹے تھے۔ والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے ہمیشہ چچا جان کے ساتھ ادب و احترام کی نصیحت کی' ہم سب بھائیوں کو اپنے چچا جان (مرحوم) سے بہت پیار رہا۔ ہمیشہ سب نے ان کی عزت کی' یہ ماں باپ کی اعلیٰ تربیت کا ہی نتیجہ ہے۔

اخلاق حسنہ

جب قادیان سے ہجرت ہوئی تو گاؤں کے عزیز رشتہ داروں نے اپنی امانتیں والدہ صاحبہ کے سپرد کیں خدا کے فضل سے پاکستان پہنچنے پر والدہ صاحبہ نے ان سب کی امانتیں واپس لوٹائیں۔

حضرت والدہ صاحبہ اپنی حسن سیرت سے ایک نیک نام تھیں۔ غرباء سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک روا رکھتیں۔ ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرتیں۔ اور رحمی رشتہ داروں سے ہم سب بھائیوں کو عزت اور احترام نیز ان کی ضروریات پوری کرنے کی ہدایات فرماتی رہیں۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ یہی تلقین فرمائی کہ نماز کی پابندی کرو' قرآن کریم کی تلاوت اپنی موجودگی میں کرواتیں۔ جب گھر میں ہم بھائی قرآن کریم کی تلاوت کرتے پاس بیٹھ جاتیں۔ نمازوں کے بارے میں ہمیشہ تاکید ہوتی کہ "بیت" میں جا کر ادا کریں۔ عشاء کے بعد ہمیشہ گھر میں رہنے کی تلقین کرتیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں سے ہم سب بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم کی توفیق دی۔ والدہ صاحبہ نے ہمیشہ نیکیوں پر قائم رہنے کی تلقین کی۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو یاد دلاتیں۔ خدا تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو خوب صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائی جو اندازاً سو سال کے لگ بھگ ہے۔ اپنی زندگی کے صرف آخری دو ماہ (بوجہ گرنے کے کولہے کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا تھا جس وجہ سے وہ) بستر پر رہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے ایسی کامل شفا والی صحت عطا فرمائی کہ چلتے پھرتے پورے ہوش و حواس کے ساتھ صحت والی زندگی سے نوازا (الحمد للہ)۔

صحت و سلامتی والی لمبی عمر کا راز

ہمیشہ پاک و صاف رہتیں' سادہ غذا' دودھ دہی کا استعمال' اسی طرح سردیوں میں پنجیری' نشاستے والی غذائیں تیار کرتیں' گرمیوں میں بادام سونف' خشخاش' کا استعمال کرتیں۔ بہت زیادہ صفائی پسند تھیں۔ کھانا پکانے کے برتن

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاف اور شفاف رکھتیں لباس سادہ مگر پروقار اور صاف ستھرا ہوتا۔ دانتوں کی صفائی کا اتنا خیال رکھتیں کہ مصنوعی دانت جو بوجہ کسی بیماری کے لگوانے پڑے عرصہ چالیس پچاس سال سے ان کو محفوظ رکھا۔ اور ہمیشہ احتیاط سے صفائی کی۔ اور تادم آخر محفوظ رکھے۔

بے حد بہادر تھیں۔ خوف قریب نہیں پھٹکتا تھا۔ والدہ صاحبہ نہایت صابر و شاکر تھیں۔ اپنے بچوں سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ یوں کہیے کہ محبت کا سمندر تھیں۔ اپنی اولاد کو بہت دعائیں دیں، ہر کوئی اپنی ماں کی دعا کا زندہ ثبوت ہے۔ ہم سب اولاد در اولاد اپنی ماں جی سے محبت کرنے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے ہماری والدہ صاحبہ نے اپنے باغ کو خوب لہلہاتا سرسبز و شاداب دیکھا خدا تعالیٰ نے ہر خواہش پوری کی ہر خوشی دکھلائی۔ اتنے فضل و کرم کیے اس مولیٰ نے، کہ میری ماں ہمیشہ اپنے مولیٰ کے در پر جھکی رہیں۔ اور اسی مولیٰ کے در سے ہی مانگا زندگی بھر کسی کی سوالی نہیں بنیں اور یہی سبق اپنی اولاد کے لئے چھوڑا۔

ہم نو بھائی اور ان کی اولاد اور پھر ان کی اولاد کی اولاد ہر کوئی اپنے لئے حضرت ماں جی سے دعا کے لئے درخواست کرتا، خدا تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو سنتا اور قبولیت سے نوازتا۔

قبولیت دعا

میرے بھائی عبدالکریم صاحب جو فوج میں کرنل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ان کے متعلق والدہ کی رؤیا ہے۔ والدہ صاحبہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ نماز میں التحیات کی حالت میں بیٹھی تھیں کہ خدا تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو اپنے بیٹے کی فوج میں افسر بننے کی بشارت دی۔ میری والدہ نماز پڑھتے پڑھتے مسکرائیں میرے والد صاحب دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ نماز میں کیوں ہنس پڑیں...... بتایا کہ خدا نے بشارت دی ہے کہ کریم لیفٹیننٹ ہو گیا۔ اسی دن بھائی عبدالکریم صاحب کی selection ہوئی تھی۔

پیار کی یادیں

میں اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہوں اور اس بنا پر اپنی ماں کا بہت پیارا رہا ہوں۔ میری والدہ نے مجھ سے بہت پیار کیا۔ بہت پیار کیا جس پر میں اپنے بے حد رحیم و کریم خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے ایسی ماں عطا کی جو میرے لئے شب و روز دعاؤں کا حصار تھی۔ میری والدہ صاحبہ کا یہ بھی مجھ پر احسان ہے کہ وہ زیادہ عرصہ میرے ساتھ رہیں اور اتنا پیار دیا کہ میرے وجود کا ذرہ ذرہ اس بار گراں کے نیچے ہے۔ میرے بچوں سے اتنا پیار کہ اپنے بیٹوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔ اور ہمیشہ اپنے پاس رکھا۔ صحت و سلامتی کا خیال رکھا۔ اور بہت دعائیں دیں۔ میری اہلیہ طاہرہ حلیم نے خوب خدمت کی توفیق پائی اس نے گویا حق خدمت ادا کیا۔

ہم آپ کی زندہ اولاد میں سے آٹھ بھائی اس طرح ہیں۔

1۔ مکرم عبدالحمید ڈوگر صاحب صدر حلقہ کیولری گراؤنڈ لاہور۔

2۔ مکرم عبدالعزیز ڈوگر صاحب

3۔ مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد حلقہ دارالبرکات ربوہ۔

4۔ مکرم عبدالرشید ڈوگر مالک رشید ہسپتال ڈیفنس سوسائٹی لاہور۔

5۔ مکرم عبدالوحید ڈوگر صاحب

6۔ مکرم کرنل عبدالکریم ڈوگر صاحب

7۔ مکرم عبدالحکیم ڈوگر صاحب

8۔ خاکسار عبدالحلیم طیب سابق قائد ضلع خدام الاحمدیہ لاہور حال ناظم انصار اللہ علاقہ لاہور و سیکرٹری امور عامہ لاہور۔

حضور پُرنور کی شفقت

حضرت سیدی پیارے آقا کا احسان ہے کہ وفات کی خبر ملنے پر (یعنی 29۔ فروری 2000ء کو والدہ صاحبہ کی وفات ہوئی) حضور نے یکم مارچ کو اپنے دستخطوں کے ساتھ تمام بھائیوں کے نام علیحدہ علیحدہ تعزیتی خط ارسال فرمایا۔ اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

یکم مارچ 2000ء کو صبح ساڑھے سات بجے دارالذکر لاہور میں مکرم و محترم امیر صاحب ضلع لاہور چوہدری حمید نصر اللہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں ربوہ میں ناظر صاحب اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر دعا کروائی۔ افراد خاندان حضرت اقدس اور جماعت کے بزرگوں نے بھی جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اور تعزیت فرمائی۔ خدا تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے آمین۔

خاکسار اپنے ان تمام احباب جماعت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جو خود تعزیت کے لئے گھر تشریف لائے نیز تعزیتی خطوط ارسال کئے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 4

اور تشدد کی اس طرح کی پالیسی اس کے خلاف تھی بہرحال حج کے دنوں میں منصور کو اس کا موقع مل گیا۔ منصور نے امام مالک کو پیغام بھجوایا کہ مجھے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں آپ حج کے بعد مجھ سے ملیں۔ چنانچہ ملاقات ہوئی دوران ملاقات منصور نے بڑی معذرت کا اظہار کیا اور یقین دلایا کہ نہ میں نے ایسے تشدد کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے علم تھا اور جب پتہ چلا تو والی پر جو میرا رشتہ دار ہے سخت ناراض ہوا ننگے اونٹ پر بٹھا کر اسے بغداد منگوایا اور میرا ارادہ ہے کہ اس سے اس زیادتی کا بدلہ لوں۔ آپ نے فرمایا امیرالمومنین ایسا نہ کریں وہ آپ کے رشتہ دار ہیں، اہل بیت سے ہیں۔ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی معاف کر دیں۔ منصور پر آپ کی فراخ دلی کا بڑا اثر ہوا اور معذرت کے انداز میں کہا آپ جیسے لوگ حرمین شریف مکہ و مدینہ میں بطور تعویذ کے ہیں۔ یہاں کے لوگ بہت جلد شرپسندوں کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔ آپ جیسے حضرات ان کو سمجھا سکتے ہیں۔ آئندہ کے لئے میں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ جب بھی آپ کو پتہ چلے کہ مدینہ منورہ یا حجاز کے والی نے کوئی کام انصاف کے خلاف کیا ہے اور وہ ظلم کا مرتکب ہوا ہے تو آپ اس کی مجھے ضرور اطلاع دیں۔ والی کو فوراً معزول کر دیا جائے گا۔ امام مالک پر منصور کے اس سلوک کا بہت اچھا اثر ہوا۔

خلفائے عباسیہ مسلسل ان تعلقات کو بڑھاتے رہے۔ وہ مختلف قسم کے تحائف اور جوائز آپ کی خدمت میں بھجواتے۔ اپنے بچوں کو شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے مدینہ لاتے۔ بعض اوقات مجلس درس میں خود بیٹھ کر درس سنتے۔

دوسری طرف اندلس کے اموی امراء بھی آپ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے اور آپ کی خدمت میں تحائف بھجوانے میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اس کی سیاسی وجوہات بھی تھیں کیونکہ اندلس کی حکومت بنو عباس کی خلافت کے مخالف تھی اس لئے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ہی ایسی جگہیں تھیں جہاں اندلس اور قرب وجوار کے لوگ آزادانہ آ جا سکتے تھے اور ان علاقوں کے طلبہ کا رخ بھی مدینۃ الرسول کی طرف ہوتا تھا۔ بہرحال امام مالک استاذ مدینۃ الرسول ہونے کی وجہ سے دونوں حکومتوں کے مرکز توجہ تھے اور جہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تعلق ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے، نہ امام مالک نے کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا اور نہ دوسرے بزرگان ائمہ نے اس میں کسی قسم کی کوتاہی روا رکھی۔ اپنے اپنے انداز میں ہر ایک یہ فریضہ سر انجام دیتا رہا۔

حکومت عباسیہ آئمہ دین کا تعاون حاصل کرنے کے لئے مسلسل کوشاں رہی تاکہ ان کے تعلق کی وجہ سے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ عراق میں امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کا اثر و رسوخ تھا۔ ان سے تعلقات استوار کرنے کے لئے مختلف رنگوں میں جو کوششیں ہوئیں ان کا مختصر ذکر گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ امام ابوحنیفہ تو ان کوششوں سے زیادہ متاثر نہ ہوئے لیکن ان کے شاگرد بڑی حد تک حکومت کا حصہ بن گئے۔

ادھر حجاز اور مصر وغیرہ میں حضرت امام مالک کا اثر تھا ان کا تعاون حاصل کرنے کی بھی پوری پوری کوشش کی گئی۔ پہلے ابوجعفر منصور نے پیشکش کی کہ وہ مؤطا کو حکومت کا دستاویزی دستور العمل بنانا چاہتا ہے لیکن آپ نے اسے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ دوسرے امصار کے علماء اس کا خیر مقدم نہیں کریں گے اور دین میں زبردستی نہیں ہونی چاہئے۔ پھر ہارون الرشید نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا لیکن آپ کا جواب وہی تھا کہ یہ بات مصلحت کے خلاف ہے۔

امام مالکؒ کی عظمت

امام مالک طویل القامہ عظیم الہامہ سفید رنگ بڑی پر رعب، پرکشش اور خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ داڑھی بڑی اور آنکھیں موٹی تھی۔ خوش لباس، خوش اطوار اور رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔

اثر و رسوخ اور دینی قیادت کے لحاظ سے آپ نے بڑی کامیاب زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عمر بھی بڑی لمبی دی اور اس کے بہتر استعمال کی توفیق بھی ملی۔ آخری عمر میں سلسل البول کی تکلیف ہو گئی تھی اور اس وجہ سے آپ ایک لمبا عرصہ تک مسجد نبوی میں بھی نہ جا سکے۔ گھر پر ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ نے اپنی اس تکلیف کا کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ مسجد میں نہ جانے پر لوگوں نے اعتراض بھی کئے لیکن آپ خاموش رہے۔ جب آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے اس عذر کا ذکر اپنے خاص شاگردوں سے کیا اور کہا یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک کے سامنے اپنی تکلیف کا رونا رویا جائے۔ سب نے خدا کے حضور جانا ہے اور ہر ایک اسی کے سامنے جواب دہ ہے۔ آخر عوارض طبعی نے کمزور کر دیا۔ بیماری آخری گھڑی کو قریب لے آئی اور علم و عمل کا یہ آفتاب اپنے زمانہ کا عظیم دینی قائد 179 ہجری میں چھیاسی سال کی عمر میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔

آپ کے جنازے میں شامل ہونے کے لئے سارا مدینہ اُمڈ پڑا۔ ایسا ایک عرصہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایسا ماتمی اجتماع کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 14 فروری 1997)

گھڑی درست کرلوں

شمس العلماء مولانا ذکاء اللہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ وہ روزانہ دن کے ٹھیک نو بجے اپنے گھر سے نکل کر کہیں جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو باہر نکلے تو دیکھا کہ گلی میں سرسید کے صاحبزادے سید محمود ٹہل رہے ہیں۔ دریافت کیا۔ "صاحبزادے یہاں کیوں ٹہل رہے ہو۔ جواب ملا۔

میں اپنی گھڑی کو چابی دینا بھول گیا تھا وہ بند ہو گئی اب آپ کا انتظار کر رہا تھا کہ گھڑی درست کرلوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

حریت کانفرنس کے متعدد رہنما گرفتار

کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی شاہ گیلانی' سابق چیئرمین میر واعظ عمر فاروق سمیت حریت کانفرنس کے کئی رہنماؤں کو جنوبی کشمیر کے قصبہ اسلام آباد (اننت ناگ) جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ حریت کانفرنس کے ایک ترجمان نے ان رہنماؤں کی گرفتاری کی مذمت کی ہے حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی شاہ گیلانی نے اپنی گرفتاری سے قبل سرینگر میں ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔

برطانیہ میں 58 ایشیائی دم گھٹنے سے ہلاک

برطانیہ کے جنوبی علاقہ کے شہر ڈوور میں ایک ٹرک کے کنٹینر میں بند ہو کر آنے والے 58 غیر قانونی تارکین وطن دم گھٹنے سے ہلاک ہو گئے۔ پولیس کو ہالینڈ میں رجسٹرڈ ٹرک کے پچھلے حصہ سے ان افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ پولیس کو دو غیر قانونی تارکین زندہ حالت میں بھی ملے جنہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا جبکہ ٹرک ڈرائیور کو گرفتار کر لیا گیا۔

بھارت کا اعتراف

بھارت نے اعتراف کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کی سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے۔ تاہم الزام لگایا گیا ہے کہ پاکستان مجاہدین کی مدد کر رہا ہے۔ بھارتی حکومت نے ایک بیان میں الزام لگایا ہے کہ پاکستانی حکومت نے لائن آف کنٹرول پر سرگرمیاں بڑھا دی ہیں۔ وزارت دفاع کے بیان میں اعتراف کیا گیا ہے کہ یکم جنوری سے 14 جون کے درمیان کشمیر میں 1013 جھڑپیں ہوئیں جبکہ گذشتہ برس اس عرصہ میں 828 جھڑپیں ہوئی تھیں۔

سلامتی کونسل کی تصدیق

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بالاخر سیکرٹری جنرل کوفی عنان کی اس تصدیق کی توثیق کر دی ہے کہ اسرائیلی فوج لبنان سے نکل گئی ہے۔ قبل ازیں ایک لبنانی وزیر نے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیل اب بھی 13 مختلف چھوٹے علاقوں پر قابض ہے۔

بھارت سے مضبوط تعلقات ہیں۔ یاسر عرفات

فلسطینی رہنما یاسر عرفات نے کہا ہے کہ بھارت کے ساتھ ان کے دوستانہ سے بھی زیادہ مضبوط تعلقات ہیں۔ بھارتی وزیر داخلہ ایل کے ایڈوانی کے ساتھ ملاقات کے بعد یاسر عرفات نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کے ساتھ یہ تعلقات بھائی چارے کے رشتے پر قائم ہیں۔ دونوں رہنماؤں نے مستقبل میں بھی تعاون جاری رکھنے پر اتفاق کیا ہے۔ یاد رہے کہ ایل کے ایڈوانی ان دنوں اسرائیل کے دورے پر ہیں۔

روس کی مدد کو تیار ہیں۔ امریکہ

روس جوہری ہتھیاروں میں کمی کر دے تو امریکہ اس کی مدد کرنے کیلئے تیار ہے۔ امریکہ روس کو ایک پر اعتماد اور جمہوری نظام کا حصہ دیکھنا چاہتا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ البرائیٹ نے ٹی وی پر انٹرویو میں کہا کہ مدد کے حصول کیلئے روس کو اپنے جوہری ہتھیار کم کرنا ہوں گے۔

فوج اور باغیوں میں اتفاق

فجی کے باغی لیڈر جارج سپائٹ نے کہا ہے کہ وہ ملک کے نئے صدر کی تقرری کے بارے میں فوج کے ساتھ معاہدہ طے پا جانے کے بعد سابق بھارتی نژاد وزیر اعظم مہندر اچوہدری سمیت اکتیس یرغمالیوں کو رہا کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اور سرکاری فوج سابق نائب صدر رتو جودفا کو ملک کا نیا سربراہ نامزد کئے جانے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا حتمی معاہدہ طے پا جانے کے بعد ہتھیار ڈال دیئے جائیں گے۔

اقتدار میں باغی شامل نہیں ہوں گے

سری لنکا کی صدر چندریکا کمار اتنگا نے اس خیال کو سختی سے مسترد کر دیا ہے کہ اقتدار میں باغیوں کو شامل کیا جائے گا۔ بی بی سی کے مطابق صدر نے کہا کہ اس علاقے کی انتظامیہ میں تین تامل ٹائیگرز کی شمولیت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ دہشت گردی اور تشدد کی کارروائیاں ختم کر کے جمہوری عمل میں شامل ہوں۔ یاد رہے کہ تامل باغیوں نے سری لنکا سے علیحدگی کیلئے تحریک چلا رکھی ہے۔

35- افراد کا قتل حکومت کے خلاف سازش

بہار کی وزیر اعلیٰ رابڑی دیوی نے کہا ہے کہ جمعہ کے روز ہونے والی قتل کی واردات ان کی حکومت کے خلاف سازش ہے۔ انہوں نے کہا حکومت امن و امان بحال کرنے کیلئے ہر ممکن اقدام کرے گی۔ بہار میں گذشتہ دس روز کے اندر پچاس کے قریب افراد فسادات کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

چیچن کا روسیوں پر شب خون

چیچن جانبازوں نے روسی فوج کے خلاف اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں فوجی ٹھکانوں اور پولیس سٹیشنوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں دار الحکومت گروزنی سمیت مختلف علاقوں میں روسی فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم منور جمیل صاحب آف سپین حال ربوہ لکھتے ہیں کہ ان کی ممانی مکرمہ نجمہ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب آف ہڈیارہ ضلع لاہور حال کراچی گردے کی تکلیف کے باعث بیمار ہیں۔ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترم عبدالرشید خان صاحب صدر محلہ دار العلوم وسطی کی اہلیہ (والدہ عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر الفضل) کی طبیعت بلڈ پریشر کی وجہ سے بہت ناساز ہے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم شیخ رحمت اللہ شاکر صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل بیمار ہیں۔ اور سروسز ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم افتخار احمد صاحب گوندل مربی سلسلہ لائبیریا کی بیٹی عزیزہ ھبتہ الشافی واقفہ نو کا سائیکل سے گرنے کی وجہ سے بائیں کندھے کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا ہے۔ عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم مرزا اسلام بیگ صاحب کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم الطاف احمد تنویر صاحب گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ محترمہ شدید بیمار ہیں۔ احباب سے شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم محمد اقبال صاحب منہاس حلقہ ماڈل کالونی کراچی دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور آپریشن کے لئے اسلام آباد گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

انٹرویو برائے انسپکٹران / محررین وقف جدید

○ جن احباب نے وقف جدید انجمن احمدیہ میں انسپکٹران اور محررین کی آسامیوں کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ:۔

1- تحریری امتحان مورخہ 26- جون 2000ء بروز سوموار آٹھ بجے صبح دفتر وقف جدید میں ہوگا۔

2- امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کا انٹرویو 27- جون بروز منگل صبح آٹھ بجے ہوگا۔

نوٹ:۔ امیدواران اپنے سفر خرچ وغیرہ خود برداشت کریں گے۔

(ناظم وقف جدید)

بقیہ صفحہ 1

فرائض کو سرانجام دیا۔

○ 3- مکرم عطاء الرحمٰن غنی صاحب عرف اٹو میاں آف لاہور۔ 9- جون 2000ء کو 86 سال کی عمر میں لاہور میں فوت ہوئے۔ آپ سائنسدان تھے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے ممبر بھی رہے اور ریسرچ کا کام کیا۔ بہت مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیٹی آصفہ بیگم اور بیٹا ضیاء الرحمان غنی خصوصیت سے دعاؤں کے محتاج ہیں آصفہ بیگم' مکرم قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کی بہو اور ان کے بیٹے قاضی شاہد احمد کی بیگم ہیں۔

○ 4- مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم قاضی محمد اسلم صاحب لاہور' خوشدامن محترم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم (سابق امیر یو۔کے) 90 سال کی عمر میں لاہور میں انتقال کر گئیں۔ آپ کی بیٹی عطیہ بیگم صاحبہ (بیگم آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم) لندن میں ہیں۔ مرحومہ بہت مخلص خاتون تھیں اور صبح و شام خاموش بیٹھی ایم ٹی اے کے نظاروں میں محو رہا کرتی تھیں۔

○ 5- مکرم مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعت بھیرہ' سابق معلم وقف جدید مورخہ 7-6-2000 کو بعمر 87 سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ آپ محترم مولوی محمد اعظم اکسیر صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔ اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب حلالپوری کے داماد تھے۔

○ 6- مکرمہ رضیہ پروین صاحبہ اہلیہ چوہدری نذیر احمد اختر صاحب ربوہ 2- جون کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ آپ محترم باسط احمد صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ کی والدہ تھیں۔ انتہائی دعاگو اور مخلص خاتون تھیں۔

بقیہ صفحہ 2

جلسہ میں پریس اور کیبل ٹی وی نن سپیٹ اور ایمسٹرڈیم کے لوکل ریڈیو کے نمائندے بھی تشریف لائے۔ اور انہوں نے احباب جماعت کے انٹرویوز بھی لئے۔ ایمسٹرڈیم ریڈیو پر جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ کے موضوع پر تقریباً پندرہ منٹ کا پروگرام نشر کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں شائع ہونے والی چار مختلف عربی اخبارات کے ایک نمائندہ نے بھی جلسہ میں شرکت کی اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان جلسہ اور حاضرین جلسہ پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کا نزول فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔

(الفضل انٹرنیشنل 2- جون 2000ء)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 20 جون۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 31 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 44 درجے سنٹی گریڈ
بدھ 21۔جون۔ غروب آفتاب۔ 7-19
جمعرات 22۔جون۔ طلوع فجر۔ 3-20
جمعرات 22۔جون۔ طلوع آفتاب 5-00

پاکستان کا میزائل پروگرام مکمل

پاکستان نے اپنا میزائل پروگرام مکمل کر لیا ہے اور اس پروگرام میں مدد دینے والے شمالی کوریا کے ماہرین وطن واپس جا رہے ہیں۔ یہ اطلاع ایک جاپانی اخبار نے دی ہے اس اخبار کے مطابق شمالی کوریا کے پندرہ ماہرین چند روز میں پیانگ یانگ چلے جائیں گے۔ ان کی واپسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان نے اپنے میزائل پروگرام کو مکمل کرنے کا کام کر لیا ہے۔

دوبارہ آپریشن ہوگا۔ وزیر خزانہ

وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا ہے کہ سمگلنگ کی لعنت کے خاتمہ اور اس کی حوصلہ شکنی کے لئے ایک موثر قانون تیار کر لیا گیا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی بلڈنگ میں بجٹ کے بعد پریس کانفرنس میں انہوں نے بتایا کہ اس قانون کے تحت سمگل شدہ اشیاء پر ڈیوٹی عائد کر دی جائے گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس نئے قانون کے نفاذ کے بعد سمگل شدہ اشیاء کے خلاف آپریشن دوبارہ شروع ہوگا۔ اس سے مقامی صنعت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور عالمی منڈی سے مقابلہ کرنے میں مدد ملے گی۔

بلوچستان کا ٹیکس فری بجٹ

بلوچستان کا نئے مالی سال کے لئے 25۔ارب 61 کروڑ 35 لاکھ 93 ہزار روپے کے بجٹ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ بجٹ کا اعلان گورنر بلوچستان جسٹس (ر) امیر الملک مینگل نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کیا۔ یہ فاضل بجٹ ہے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے 17۔ارب 75 کروڑ 49 لاکھ روپے" سرکاری شعبے کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کیلئے داخلی فنانسنگ کے طور پر 3 ارب 8 کروڑ 55 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح غربت مٹاؤ پروگرام کے لئے 2 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

روزمرہ کی کئی اشیا ٹیکس سے مستثنیٰ

وفاقی حکومت نے پرچون کی سطح پر یکم جولائی 2000ء سے جنرل سیلز ٹیکس کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔ تاہم روزمرہ کی متعدد اشیاء جی ایس ٹی سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ ان میں دالیں' چاول' آٹا' گندم' سویاں' بیکری کی کھلی اشیاء' کھلے مصالحہ جات' نمک' اخبار' ہفت روزے' سبزیاں' پھل' گوشت' پولٹری کی خوراک' مچھلی' تیل' ادویات' کتابیں اور سٹیشنری شامل ہے۔

چیف ایگزیکٹو کا دورہ سعودی عرب

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے اپنے وفد کے ساتھ سعودی سربراہ شاہ فہد سے ملاقات کی۔ پاکستانی سربراہ سعودی عرب عمرہ کرنے گئے تھے۔ تاہم اس دوران انہوں نے سعودی سربراہ سے بھی ملاقاتیں کیں۔

اعجاز الحق مسلم لیگ سے فارغ

طیارہ سازش کیس میں گرفتار مسلم لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف نے مسلم لیگ کے نائب صدر اعجاز الحق کو مسلم لیگ سے خارج کرنے اور کلثوم نواز کو پارٹی کی قائمقام صدر بنانے کیلئے فیصلے کی منظوری دی ہے۔ روزنامہ اوصاف کے مطابق میاں نواز شریف اور ان کی اہلیہ کلثوم نواز نے ملاقات کی اور بتایا کہ اعجاز الحق اور بعض سینئر لیگی رہنما پارٹی کے جی ڈی اے سے اتحاد میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ انہوں نے نواز شریف کو بتایا کہ اعجاز الحق کے اخبارات کو دیئے گئے بیانات پارٹی کی صفوں میں انتشار کا باعث بن رہے ہیں اور پارٹی کی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ شکایات سننے کے بعد نواز شریف نے اعجاز الحق کو تادیبی کارروائی کرتے ہوئے پارٹی سے خارج کرنے کی منظوری دی۔

رقم کی واپسی نقدی کی شکل میں

پاکستان نے امریکہ سے کہا ہے کہ وہ ایف 16 طیاروں کی خریداری کیلئے ادا کی گئی تقریباً چودہ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم کی واپسی نقدی کی صورت میں چاہتا ہے وہ اس رقم کے بدلے امریکہ سے گندم کی خریداری کا خواہاں نہیں ہے۔

گھی اور خوردنی تیل بھی مہنگا

وفاقی حکومت نے نئے مالی سال کیلئے کسٹمز ایکٹ میں ترامیم کر کے خوردنی بیجوں اور خوردنی تیل پر درآمدی ڈیوٹی عائد کر دی ہے۔ خام خوردنی تیل کی درآمدی ڈیوٹی 9300 روپے فی ٹن سے بڑھا کر 10100 روپے کر دی گئی ہے۔

کمپیوٹر کی مصنوعات کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ

حکومت نے کمپیوٹرز کی جملہ مصنوعات کو کسٹم ڈیوٹی سے مکمل طور پر مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔